OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

صحیح بخاری میں عبادات سے متعلق تقریری احادیث کا مطالعہ

Prophetic Approvals in Practice: A Study of Taqreeri Ahadith on Worship in Sahih Bukhari

Dr. Altaf Ahmed
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages, Islamabad.

Dr. Irum Sultana
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages, Islamabad.

Saira Jabeen Malik
Lecturer, Department of Islamic Thought & Culture, National University of Modern Languages, Islamabad.

Received on: 05-10-2024 Accepted on: 08-11-2024

Abstract

Prophetic Approvals in Practice: A Study of Taqreeri Ahadith on Worship in Sahih Bukhari. This study explores the category of *Taqreeri Hadith* (Prophetic tacit approvals) related to acts of worship (ʻIbādāt) as documented in *Sahih Bukhari*. These Hadiths represent a unique and authoritative source within the Sunnah, where the Prophet Muhammad (PBUH) neither verbally instructed nor actively participated in an action, but his silence in the face of a companion's deed is understood as an implicit endorsement. This research aims to identify, analyze, and interpret such narrations in the domain of worship, including prayer, fasting, purification, and other ritual acts. By doing so, it highlights the methodological importance of tacit approvals in deriving legal and theological principles in Islamic jurisprudence. The study also examines how these Hadiths have been utilized by classical scholars to establish normative rulings and the extent to which they shape Islamic legal discourse. Ultimately, this research underlines the epistemological value of *Taqreeri Hadith* in understanding the Prophet's role as a divine guide beyond verbal and practical Sunnah.

Keywords: *Taqreeri Hadith,* ʻIbādāt, *Sahih Bukhari,* Islamic legal discourse

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے رواۃ نے آپ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کی شکل میں محفوظ کیا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں:

1-حدیث قولی

2-حدیث فعلی

3-حدیث تقریری

محدثین و محققین نے احادیث کو آئندہ آنے والوں تک خالص حالت میں منتقل کرنے کی غرض سے تخریج اور جرح و تعدیل جیسے فنون ایجاد کیے اور فقہاء کرام نے ان احادیث سے استدلال کے ذریعے ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کا استنباط کیا۔ صحیح البخاری جو کہ حدیث کی بنیادی اور اہم کتاب ہے۔اس میں سے وہ تقریری احادیث جو کہ عبادات سے تعلق رکھتی ہیں ان کو زیر بحث لایا گیا ہے۔کوشش کی گئی ہے کہ حدیث کا ترجمہ اور اس حدیث سے ثابت ہونے والے احکام کو مختصر اور واضح انداز میں پیش کیا جائے۔

سب سے پہلے تقریری حدیث کا معنی و مفہوم متعین کیا جائے گا۔

مبحث اول: تقریری حدیث کے معنی و مفہوم

تقریری حدیث کے لغوی معنی :

"تقریر" عربی زبان کا لفظ ہے جو تفعیل کے وزن پر ہے اور "اقرار" سے ماخوذ جس کے معنی موافقت اور رضامندی کے ہیں۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:(أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ)[1] کیا تم نے اِقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا : ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔لسان العرب میں ہے کہ :

الإِقرارُ الإِذْعانُ للحق والاعترافُ به أَقَرَّ بالحق أَي اعترف به وقد قَرَّرَه عليه وقَرَّره بالحق غيرُه حتى أَقَرَّ[2] .

اصطلاحی معنی:

حدیث کی وہ قسم جس میں حضور ﷺ کے سامنے صحابہ کرام میں سے کسی کا کوئی عمل یا فعل ہوا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا اپنے ارشاد سے یا اشارے سے تائید فرمائی ہو اور آپ ﷺ نے اسکی ممانعت نہ فرمائی اور نہ ہی اسے ناجائز کہا ہو اسے تقریری حدیث کہتے ہیں۔امام الشوکانی تقریری حدیث کی تعریف اسطرح کرتے ہیں کہ :

"وصورته أن يسكت النبي ﷺ عن إنكار قول قيل بين يديه أو في عصره و علم به أو "يسكت" عن إنكار فعل فعل بين يديه أو في عصره و علم به ، فإن ذلك يدل على الجواز وذلك كأكل العنب بين يديه[3]"یعنی نبی کریم ﷺ کی خاموشی وعدم ممانعت ہے کسی بات پر جو آپ ﷺ کے سامنے کی گئی یا آپ ﷺ کے زمانے میں کی گئی اور آپ ﷺ کو اس کا علم بھی ہو یا آپ ﷺ کی عدم ممانعت ہے کسی کام پر جو آپ ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کے زمانے میں ہوا اور آپ ﷺ کو اس کا علم بھی ہو تو یہ اس کے جواز کی دلیل ہے جیسے آپ ﷺ کے سامنے انگوروں کا کھایا جانا۔

امام الزرکشی تقریری حدیث کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :وَصُورَتُهُ أَنْ يَسْكُتَ النبي عليه السَّلَامُ عن إنْكَارِ قَوْلٍ أو فِعْلٍ قِيلَ أو فُعِلَ بين يَدَيه أو في عَصْرِهِ وَعَلِمَ بِهِ فَذَلِكَ مُنَزَّلٌ مَنْزِلَةَ فِعْلِهِ في كَوْنِهِ مُبَاحًا إذْ لَا يُقِرُّ على بَاطِلٍ[4]۔یعنی اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی بات

یا عمل جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کی زمانے میں ہوا، اور آپ ﷺ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کے منع کرنے سے رکے رہے تو ایسا کام گو یا آپ ﷺ ہی کا کام ہے اور وہ مباح ہے کیونکہ آپ ﷺ کسی غلط کام کو برقرار نہیں رکھ سکتے "۔

عبداللہ بن یوسف الجدیع نے تقریری حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے کہ:

سنة تقريرية المقصودُبها:سكوتُ النَّبيِّ ﷺوتركُهُ الإنكارَعلى قولٍ أوفعلٍ وقعَ بحضْرتِهِ،أوفي غيبتِهِ وبلغَه،أوتأكيدُهُ الرِّضابإظهارِالاستِبشَاربِهِ أو استِحسَانِهِ[5]۔ یعنی کوئی بات یا عمل جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں ہوا مگر آپ ﷺ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا آپ ﷺ کا کسی قول و فعل پر اظہار مسرت فرمانا اور تاکیدی رضامندی واطمینان کا اظہار فرمانا۔

تقریری حدیث کے ارکان:

تقریری حدیث کے تین ارکان ہیں:

اول: وہ کسی صحابی کا قول یا فعل ہو۔

دوم: یہ قول یا فعل نبی کریم ﷺ کے علم میں ہو۔

سوم: نبی کریم ﷺ نے اس قول یا فعل پر اپنے ارشاد سے، یا خاموش رہ کر، یا اظہار مسرت کے ساتھ موافقت فرمائی ہو۔

==تقریری حدیث کی مختلف اقسام:

1۔ قول کے ذریعے تائید فرمانا:

(2) عمل کے ذریعے تائید فرمانا:

(3) خاموش رہ کر تائید فرمانا:

(4) مسکرا کر تائید فرمانا:

تقریری حدیث کی حجیت:

تمام علماء تقریری حدیث کی حجیت کے قائل ہیں اور انھوں نے اسے حدیث کی ایک مستقل قسم شمار کیا ہے اور امام بخاری نے اپنی کتاب میں باقاعدہ یہ عنوان دیا ہے باب من رأى ترك النكيرمن النبي ﷺ حجة،لامن غيرالرسول[6]. کیونکہ جو کام بھی آپ ﷺ کے روبرو ہوا یا آپ ﷺ اس سے مطلع ہوئے اور ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا، یا کوئی خبر جو آپ ﷺ تک پہنچی اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار کی تو یہ اس کام کے مباح ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ گناہ اور باطل کام کو دیکھ کر خاموش رہنا عصمت نبوت کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے برائی یا حرام کام کا ارتکاب کیا ہو اور پھر اس کے متعلق وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو مطلع نہ کیا گیا ہو۔ ابن الصلاح کہتے ہیں کہ : قولُ الصَّحابيِّ: ((كُنَّا نَفْعَلُ كذا أو كنَّا نقولُ كذا)) إنْ لَمْ يُضِفْهُ إلى زمانِ رسولِ اللهِ ﷺ-فهوَ مِنْ قبيلِ

الموقوفِ، وإنْ أضافَهُ إلى زمانِ رسولِ اللهِ ﷺ-، فالذي قَطَعَ بهِ أبو عبدِ اللهِ بنُ البَيّعِ الحافظُ وغيرُهُ مِنْ أهلِ الحديثِ وغيرِهِم أنَّ ذلكَ مِنْ قبيلِ المرفوعِ...... ومِنْ هذا القبيلِ قولُ الصحابيّ: ((كُنَّا لا نرى بأساً بكذا ورسولُ اللهِ ﷺ فِيْنا، أو كانَ يقالُ كذا وكذا على عهدِهِ، أو كانُوا يفعلونَ: كذا وكذا في حياتِهِ ﷺ-)). فكلُّ ذلكَ وشبهُهُ مرفوعٌ مُسْنَدٌ مُخَرَّجٌ في كتبِ المسانِدِ [7]. یعنی کسی صحابی کا زمانہ نبوی کی طرف منسوب کئے بغیر یہ فرمانا کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو ایسی حدیث موقوف ہو گی، جبکہ صحابی کا یہ فرمانا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو اس کا حکم ابو عبد اللہ بن البیع الحافظ اور دوسرے محدثین کے ہاں مرفوع کا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع تھی اور آپ ﷺ نے اسے برقرار رکھا، اور آپ ﷺ کی رضامندی سنن مرفوعہ کی ایک شکل ہے کیونکہ حدیث میں جہاں آپ ﷺ کے اقوال و افعال شامل ہیں وہیں آپ ﷺ کی رضامندی اور کسی بات کا علم ہونے کے باوجود عدم ممانعت بھی حدیث میں شامل ہے۔ اور اسی طرح کسی صحابی کا یہ فرمانا کہ ہم اسے کچھ معیوب نہ سمجھتے تھے جبکہ نبی کریم ﷺ ہم میں موجود تھے، یا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کے زمانے میں فلاں فلاں بات کہی جاتی تھی، یا لوگ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں فلاں فلاں کام کیا کرتے تھے تو ان سب کا حکم مرفوع مسند کا ہے۔

امام الزرکشی فرماتے ہیں کہ: أَمَّا سُكُوتُ النبيِّ ﷺ عن الشَّيْءِ يُفْعَلُ بِحَضْرَتِهِ وَلَا يُنْكِرُهُ فَدَلِيلُ الْجَوَازِ [8]۔ یعنی نبی کریم ﷺ کا کسی چیز پر جو آپ ﷺ کے سامنے پیش آئی ہو، خاموش رہنا اور منع نہ فرمانا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے"۔ امام الحرمین جوینیؒ فرماتے ہیں کہ: وإقرار صاحب الشريعة ﷺ على القول من أحد هو قول صاحب الشريعة أي كقوله - ﷺ، وإقراره على الفعل من أحد كفعله، لأنه معصوم عن أن يقر أحداً على منكر [9] یعنی صاحب شریعت ﷺ کا کسی کی بات پر رضا مندی کا اظہار فرمانا گویا وہ آپ ﷺ ہی کی بات ہے، اور آپ ﷺ کا کسی کے فعل پر سکوت فرمانا گویا وہ آپ ﷺ ہی کا فعل ہے کیونکہ آپ ﷺ اس بات سے پاک ہیں کہ آپ ﷺ کسی غلط کام کو برقرار رکھیں۔

مبحث دوم: امام بخاری اور صحیح بخاری کا مختصر تعارف

امام بخاری کا تعارف

بروز جمعہ 13 شَوّالُ المُکَرَّم، 194 ہجری کو سرزمینِ بخارا ایک ایسی شخصیت سے نوازی گئی جس نے بے پناہ ذہانت، اعلیٰ ذوقِ عبادت اور تمام عمر اپنی فکری توانائیوں کو رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین کی حفاظت و اشاعت پر صرف کرنے کی بدولت دنیا بھر میں ''امام بخاری'' کے نام سے شہرت پائی۔ نام و نسب: حضرت سیّدنا امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا نام "محمد'' اور کنیت ''ابو عبدُاللہ'' ہے [10]۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت سیّدنا اسماعیل بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیّدنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شاگرد اور تلمیذِ امام اعظم ابو حنیفہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما کے صحبت یافتہ تھے۔ تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ عالَم تھا کہ اپنے مال و دولت کو شبہات (ایسی چیزیں جن کے حلال و حرام ہونے میں شُبہ ہو اُن) سے بھی بچاتے۔ بوقتِ وصال آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: میرے

پاس جس قدر مال ہے اس میں شبہ والا ایک بھی درہم میرے علم میں نہیں۔(امام محمد بن اسماعیل بخاری رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والدِ ماجد انتقال فرما گئے تو نیک اور پرہیزگار والدہ نے آپ کی تربیت فرمائی[11]۔

تعلیم و تربیت: جس زمانے میں آپ نے آنکھ کھولی اس وقت گلستانِ علم کے مشکبار پھولوں سے مہک رہا تھا۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امام بخاری رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے دس سال کی عمر میں ہی علمِ حدیث حاصل کرنا شروع کیا۔آپ نے ابتدائی زمانے میں ستّر ہزار احادیث یاد فرمائیں۔ علمِ دین کے حصول کے لئے آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منوّرہ، بصرہ و کوفہ اور مصر و شام کا سفر فرمایا اور ایک ہزار اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا۔[12]

امام بخاری علمائے امت کی نظر میں

اب اس کے مؤلف کے بارے میں کچھ لکھتا ہوں، آپ کا نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ابن بروزبہ ابن بذذبہ ہے، کنیت ابوعبداللہ ہے، البخاری الیمانی الجعفی نسبتیں ہیں مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت ۱۳ شوال المکرم کو ۱۹۴ھ میں بخاری میں ہوئی بچپن میں ہی آپ کے والد وفات پاگئے، چھوٹی عمر میں آپ کی قوت بصارت جاتی رہی تو آپ کی ماں نے خواب میں ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا، انھوں نے آپ کی والدہ سے کہا: یاھذہ قدرد الله على ابنك بصره لكثرة بكائك فاصبح وقدرد الله عليه بصره تاریخ بغداد (۲/۱۰)، البدایۃ لابن کثیر (۱۱/۲۵)، امام بخاری کے شاگردوں میں امام ترمذی ہیں، آپ فرماتے ہیں ولم ار احدا بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل والتاریخ ومعرفة الأسانيد كبير أحد اعلم من محمد بن اسماعیل میں نے علل، تاریخ اور معرفت اسانید میں محمد بن اسماعیل بخاری سے بڑا عالم نہ عراق میں دیکھا ہے اور نہ خراسان میں۔امام مسلم بھی امام بخاری کے شاگروں میں سے ایک ہیں، آپ کا ایک قول صحیح سند کے ساتھ الارشاد للخلیلی ۹۶۱/۳ میں ہے کہ آپ نے امام بخاری کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا: لا يبغضك الا حاسد واشهد أن ليس في الدنيا مثلك "آپ سے بغض صرف حاسد ہی رکھتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں۔'' معرفۃ علوم الحدیث للحاکم میں صحیح سند کے ساتھ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیشاپوری المتوفی ۳۱۱ھ کا قول ہے: ما رأيت تحت أديم السماء اعلم بالحديث من محمد بن اسماعيل البخاری؟ "میں نے آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل البخاری سے بڑا احادیث کا کوئی عالم نہیں دیکھا"۔

وصال و مدفن: یکم شَوّالُ المُکَرَّم، 256 ہجری کو 62 سال کی عمر میں آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا وصال ہوا ایک عرصے تک آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی قبر انور سے مشک و عنبر سے زیادہ عمدہ خوشبو آتی رہی۔ سَمَرْقند (از بکستان) کے قریب موضع خرتنگ (Khartank) میں آپ کا مزارِ فائض الانوار ہے[13]۔

صحیح بخاری کا تعارف

صحیح بخاری، حدیث کی چھ مستند کتب (صحاحِ ستہ) میں سب سے معتبر اور بلند پایہ کتاب ہے، جسے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (194ھ–256ھ) نے مرتب کیا۔اس کا اصل نام **"الجامع الصحيح المسند المختصر من أُمور رسول الله صلى الله عليه وسلم**

وسننه و أيامه "ہے۔امام بخاریؒ نے اس کتاب کو سولہ سال کی مدت میں نہایت عرق ریزی، تحقیق اور دیانت کے ساتھ مرتب کیا،اور ہر حدیث درج کرنے سے قبل غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔

صحیح بخاری میں تقریباً **7,275** **احادیث** شامل ہیں (مکررات سمیت)، جبکہ بغیر تکرار کے احادیث کی تعداد تقریباً **2,600** ہے۔ کتاب کو مختلف **کتابوں (ابواب)** میں تقسیم کیا گیا ہے، جیسے کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الصلوۃ، کتاب الزکاۃ، وغیرہ۔ اس میں عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، اور سیرتِ نبویؐ جیسے موضوعات پر احادیث کو فقہی ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری ائمہ کی نظر میں

امام ابو عبد الرحمن النسائی المتوفی ۳۰۳ھ کا قول تاریخ بغداد میں صحیح سند کے ساتھ ہے کہ آپ نے فرمایا: فما في هذه الكتب كلها اجود من كتاب محمد بن اسماعيل البخاری"[14] تمام کتب حدیث میں محمد بن اسماعیل البخاری کی کتاب سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ میں حجۃ الہند امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع مافيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين " صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام متصل اور مرفوع احادیث کی قطعی صحت پر تمام محدثین متفق ہیں، دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک تواتر سے پہنچی ہیں، بخاری و مسلم کی توہین کا مرتکب بدعتی ہے[15] جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔ اتفق علماء الشرق والغرب على انه ليس بعد كتاب الله تعالى اصح من صحيحي البخاری و مسلم" علامہ بدر الدین عینی کہتے ہیں: "مشرق و مغرب کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری و صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔ ملا علی قاری ہروی نے لکھا ہے: ثم اتفقت العلماء على تلقى الصحيحين وانهما اصح الكتب المؤلف تمام علماء متفق ہیں کہ صحیحین کو تلقی بالقبول حاصل ہے[16] یہ دونوں کتابیں تمام کتابوں میں صحیح ترین ہیں۔ امام حافظ ابو نصر السجزی الوائلی المتوفی ۴۴۴ھ سے منقول ہے: أجمع اهل العلم الفقهاء وغيرهم أن رجلا لو حلف بالطلاق أن جميع مافي كتاب البخاري مماروى عن النبيﷺ قد صح عنه ورسول اللهﷺ قاله لا شك فيه أنه لا يحنث والمرأة بحالها في حبالته "اہل علم فقہاء و غیر ھم کا اجماع ہے کہ اگر کوئی آدمی طلاق کی قسم کھائے کہ صحیح بخاری میں جو کچھ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے وہ یقیناً صحیح ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ نے ویسے ہی فرمایا ہے جیسے صحیح بخاری میں ہے اس میں کوئی شک نہیں تو اس کی قسم نہ تو ٹوٹتی ہے اور عورت اس کے نکاح میں باقی رہتی ہے[17]۔

مبحث سوم: صحیح بخاری میں عبادات سے متعلق موجود تقریری احادیث کا تجزیہ

حدیث ۱

عن عبد الله بن زيد قال أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخرجنا له ماء في تور من صفر فتوضأ فغسل وجهه ثلاثا ويديه مرتين مرتين ومسح برأسه فأقبل به وأدبر وغسل رجليه [18]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے آپ ﷺ کے لئے پیتل کے برتن سے پانی نکالا آپ ﷺ نے اس سے وضو کر لیا۔ آنحضور ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک کو تین مرتبہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو دو دو مرتبہ اور اپنے سر کا مسح کیا(سر پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے سے آگے اور آگے سے پیچھے لے گئے)اور دونوں پیر دھوئے۔

استدلال حدیث: مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں آنحضور ﷺ کا پیتل کے برتن میں وضو کرنا مذکور ہے اس سے یہ پتہ چلا کہ پیتل کے برتن کا استعمال جائز ہے فقہاء نے پیتل اور تانبے وغیرہ کے برتنوں کا استعمال خواہ وہ وضو کرنے کیلئے ہو یا دیگر امور کے سرانجام دینے کیلئے جائز قرار دیا ہے اس کے برعکس سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے ان کے حرام ہونے کی علت بعض نے تکبر اور فضول خرچی بتائی ہے جبکہ بعض فقہاء نے حرمت کی علت یہ بتائی ہے کہ سونا چاندی اشیاء کی قیمتوں اور رائج الوقت نقدی کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اگر ان سے بنے برتنوں کا استعمال جائز کر دیا جائے تو بازار پر اس کا اثر پڑے گا اور ان چیزوں کی قلت عوام الناس کیلئے باعث تکلیف و پریشانی ہو گی رہی بات پیتل اور تانبے وغیرہ سے بنے برتنوں کے استعمال کی تو وہ اس لیے جائز ہے کیونکہ ان میں یہ علتیں موجود نہیں ہیں اس کی دلیل مذکورہ فرمان نبی ﷺ ہے جبکہ برتنوں، کتابت اور زیب وزینت وغیرہ کے سامان میں سونے چاندی کا استعمال بالاتفاق مذاہب کے آئمہ نے حرام قرار دیا ہے ابن قدامہ کہتے ہیں

"ولا خلاف بين أصحابنا في ان استعمال الذهب والفضة حرام وهو مذهب أبي حنيفة ومالك والشافعي ولا أعلم فيه خلافا"[19] یعنی ہمارے اصحاب میں اس معاملے پر کوئی اختلاف نہیں کہ سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے یہی رائے ہے امام ابو حنیفہ، مالک اور شافعی کی اور ہم اس سے متعلق کوئی اختلاف نہیں جانتے۔ لہذا کھانے پینے اور وضو وغیرہ کے استعمال کے برتنوں میں سونے چاندی کا استعمال ممنوع ہے۔

حدیث 2

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ[20]

ترجمہ: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دوپہر کو رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے، بطحاء میں اور آپ ﷺ نے ظہر کی اور عصر کی دو(دو) رکعتیں پڑھیں، اور نیزہ آپ ﷺ کے آگے گاڑ دیا گیا تھا، آپ ﷺ نے وضو فرمایا(تھا) تو لوگ آپ کے وضو کا پانی (تبرک کی بناء چہروں پر) ملنے لگے تھے۔

استدلال حدیث: مذکورہ احادیث میں صحابہ کرام کا آنحضور ﷺ کے وضو کا پانی چہروں پر ملنے سے دو باتوں کا اظہار ہے۔

اول: صحابہ کرام فرط محبت میں ایسا کرتے تھے جس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔

دوم: وضو کا استعمال شدہ پانی طاہر یا طاہر و مطہر ہے مستعمل پانی کے طاہر ہونے میں فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں البتہ مطہر ہونے میں اختلاف ہے۔

حدیث3

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فَلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتْ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا تَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ مِنْ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفُّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ[21].

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان سے سعید بن حارث نے آگ پر پکی ہوئی چیز کے استعمال سے وضو کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا نہیں ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بہت کم کھانا نصیب ہوتا تھا اور ہم لوگوں کو جب کھانا ملتا تو ہمارے پاؤں، بازو اور ہتھیلیوں کے سوا کوئی رومال نہ ہوتے تھے (ہم لوگ اپنے جسم کے ان ہی حصوں سے پونچھ لیتے تھے) پھر ہم لوگ نماز پڑھتے لیکن وضو نہیں کرتے تھے۔

استدلال حدیث: مندرجہ بالا حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کی تجدید کرنا واجب نہیں اس سے متعلق فقہاء میں اختلاف نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ کچھ احادیث میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے تجدید وضو کا ذکر ہے بھی تو وہ جابر بن عبداللہ کی مذکورہ حدیث سے منسوخ ہو گئی ہیں۔اس مسئلہ سے متعلق اجماع ہے

حدیث4

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ أَتَجْزِي إِحْدَانَا صَلَاتَهَا إِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِوَسَلَّمَ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ.[22]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان کہ ان سے ایک عورت نے پوچھا کیا حائضہ حالت طہر میں آنے کے بعد (ایام حیض کی) نمازوں کی قضا کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کیا تو حروریہ ہے؟ نبی ﷺ کے پاس ہمیں حیض آتا پھر ہم پاک ہوتیں آپ ﷺ نے ہمیں نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا۔

استدلال حدیث: اس سے واضح ہوتا ہے کہ دوران حیض قضاء شدہ نمازوں کی اختتام حیض پر ادائیگی واجب نہیں ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔

حدیث5

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ [23]

ترجمہ: حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا کہ نبی ﷺ میری گود میں تکیہ لگا لیتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی، پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔

استدلال حدیث: مندرجہ بالا حدیث حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر تلاوت قرآن کے جائز ہونے کی واضح دلیل ہے۔

حدیث 6

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ[24]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا سر منڈوایا تھا تو سب سے پہلے ابو طلحہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال لئے تھے۔

استدلال حدیث: اس حدیث میں صحابی رسول ﷺ کا فرط محبت کی بناء پر آنحضور ﷺ کے بال لینے کا بیان ہے جس میں کوئی اختلافی صورت نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے انتہائی فرمانبر دار، مکمل پیروی کرنے والے اور محبت کرنے والے تھے جس کی کوئی مثال بعد میں موجود نہیں

حدیث 7

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَوما كُنَّا نَتَغَدَّى وَلَا نَقِيلَ إِلَّا بَعْدَ الجمعة [25]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہم صبح کا کھانا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کھاتے تھے اور نہ قیلولہ کرتے تھے مگر جمعے کے بعد۔ اس باب میں انس بن مالک سے بھی روایت ہے کہا ابو عیسی نے حدیث سہل بن سعد کی حسن صحیح ہے۔

استدلال حدیث

اس حدیث مبارکہ میں یہ ذکر ہے کہ آنحضور ﷺ نماز جمعہ جلدی ادا فرمایا کرتے تھے

حدیث 8

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ فَسَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ[26]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، تو گرمی (کی تکلیف) سے بچنے کے لئے اپنے کپڑوں پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

استدلال حدیث: یہ حدیث موسم کی شدت کے باعث کسی کپڑا یا کنکریوں پر سجدہ درست ہونے کے جواز میں دلیل ہے۔

حدیث 9

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوا أُزْرِهِمْ مِنْ الصِّغَرِ عَلَى رِقَابِهِمْ فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا. [27]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اور وہ اپنے تہبندوں کو چھوٹے ہونے کے سبب سے اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے تھے، تو عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں اس وقت تک تم اپنے سر سجدے سے) نہ اٹھانا۔

استدلال حدیث: اس حدیث میں مردوں کا کپڑے کی کمی کے باعث تہبند گلے میں باندھ کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے دراصل نماز کی شرائط میں ستر کا ڈھانپنا شامل ہے تہبند گلے میں باندھنے سے ستر پوشی میں کوئی فرق نہیں پڑتا لہذا یہ ایک عمومی اور متفقہ عمل ہے۔ احتیاط کے پیش نظر خواتین کو یہ حکم ہے جب مرد سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جائیں تو وہ پھر سجدہ سے اٹھیں تاکہ مردوں کے اعضائے جسم کی نمائش کے پیش نظر مکمل احتیاط ہو۔

حوالہ جات

---

[1] سورت آل عمران، 81:3

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی المصری، لسان العرب، الناشر: دار صادر - بیروت، الطبعۃ الاولی، ج5، ص82

[3] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد ارشاد الفحول الیٰ تحقیق الحق من علم الاصول، المحقق: الشیخ احمد عزو الناشر: دار الکتاب العربی، بیروت، ج1، ص117

[4] الزرکشی، بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ، الجر المحیط فی اصول الفقہ تحقیق: الناشر الکتب العلمیہ، بیروت، 1421ھ-2000م، ج3، ص270

[5] الجدیع، عبداللہ بن یوسف، تیسیر علم اصول الفقہ، موسستہ الریان، بیروت، ط: الرابعہ 1427ھ، ص135

[6] بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم ۱۹۷دار لسلام للنشر والتوزیع، ط: ۲، ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۹ء، ریاض، سعودی عرب

[7] ابن الصلاح ابو عمرو عثمان بن عبد الراحمان الشہرزوری علوم الحدیث، الناشر، دار الکتب العلمیہ الطبعتہ: الاولی 1423ھ/2002م، ص120

[8] محمد بن عبداللہ، الجر المحیط ج1، ص132، دار الکتب العلمیہ، ط: ۱۹۹۴، 1

[9] المحلی، جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراھیم الشافعی شرح الورقات فی اصول الفقہ، تحقیق: الدکتور حسام الدین عفانتہ، الناشر، جامعتہ القدس، فلسطین، الطبعہ: الاولی 1420ھ-1999م، ج1، ص154

[10] المنتظم، عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی، ج12، ص113، دار الکتب العلمیتہ، بیروت

[11] فتح الباری، امام حجر عسقلانی ج1، ص، 452دار لمعرفت، ۱۳۷۹ھ

[12] سیر اعلام النبلاء، موسستہ الرسالتہ ج10، ص278، ط: ۴، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶ء، بیروت

ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج7، ص43، دار لمفکر، ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۴ء، ط ندارد، بیروت

[13] سیر اعلام النبلاء، موسستہ الرسالتہ ج10، ص320، 319، ط: ۴، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶ء، بیروت،

[14] تاريخ بغداد ت بشار (2/ 327)

[15] فتح الباری، امام حجر عسقلانی، دار لمعرفتہ، بیروت، ۱۳۷۹ھ

[16] بدر الدین، محمود بن احمد، عمدتہ القاری شرح صحیح بخاری ج: ۱ ص: ۵، ادارتہ المنیریہ، سن و طبع ندارد، دمشق

[17] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، علامہ محمد بن عبداللہ: ا، ص: ۵۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[18] بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم ۱۹۷ دار لسلام للنشر والتوزیع، ط: ۲، ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۹ء، ریاض، سعودی عرب

[19] المغنی لابن قدامة (1/ 55)

[20] صحیح بخاری، رقم ۵۰۱

[21] بخاری، الجامع الصحیح، ح ۵۴۵۷

[22] صحیح بخاری، رقم ۳۲۱

[23] صحیح بخاری، رقم ۲۹۷

[24] صحیح بخاری، رقم ۱۷۱

[25] صحیح بخاری، رقم ۵۴۰

[26] صحیح بخاری، رقم ۵۴۲

[27] صحیح بخاری، رقم ۸۱۴

References

1. Surat al-Imarn, 81:3
2. Ibn Manzoor, Muhammad Ibn Mukarm al-Farqi al-Masri, Lasan al-Arab b, Al-Na Shar: Darsa Dar-Bir Wat, Al-Tabatah al-Wali, Vol. 5, p. 82
3. Ni of Al-Shaw, Muhammad bin Ali bin Muhammad Arsha dal-Fuhu l-il-i-rhiq-e-ul-haq min il-al-sawul, al-Muhaqiq: al-Shaykh Ahmad Az wa al-Na Shar: Dar al-Kata b al-Arabbi, Bir Wat, Vol. 1, p. 117
4. Al-Zar Kushi, Badr al-Din Muhammad bin Bahadar bin Abd Allah, Al-Hajr al-Maqir fi Asul al-Fiqh Research: Al-Na Shar al-Kitab Al-Alamiya, Bir Wat, 1421 AH-2000 AD, Vol. 3, p. 270
5. Al-Jad Ya', Abd Allah Ibn Yusuf, Tayseer Ilm Asul al-Fiqh, Mosta al-Rayyan, Birat, T: al-Iba'ah 1427 AH, p. 135
6. Bukhari, Imam Muhammed bin Asma Ail, Sahih Bukhar Y, No. 197 Darul Salam for distribution, I: 1419, 2H, 1999, Riyadh, Saudi Arabia
7. Ibn al-Salaah Abu Umar and Uthman ibn Abd al-Ahmaan al-Shahr Zuri Alum al-Hadith, Al-Na Shar, Dar al-Kitab al-Alamiyyah al-Tabatah: Al-Awali 1423 AH/2002 AD, p. 120
8. Muhammad bin Abdullah, Al-Jar al-Lam-e-Mayat, vol. 1, p. 132, Dar al-Kitab al-Alamiyyah, vol. 1, 1994.
9. Al-Mahli, Jalal al-Din Muhammad bin Ahmad bin Muhammad bin Ibrahim al-Shafai Sharh al-Wurqat fi Asul al-Fiqh, Research: Al-Katur Hosam al-Din Afanatah, Al-Na Shar, Ja Mutah al-Quds, Palestine, Al-Tabbah: Al-Awli 1420 AH-1999 AD, Vol. 1, p. 154
10. Al-Muntazem, Abd al-Rahman bin Ali bin Muhammad bin Al-Jaw Zai, Volume 12 , p. 113, Dar al-Kitab al-Alamita, Beirut
11. Fateh al-Bari, Uma M. Hajar Asqala Ni, Vol. 1, p. 452 Darl Maar Fatt, 1379 H
12. Sira Alam al-Nabula, Moustah al-Sa Lata Vol. 10, p. 278, i: 1406, 4H, 1986, Beirut.
    Ibn Hajr, Ahmad Ibn Ali Asqalani, Tahzeeb al-Tahzeeb, Vol. 7, p. 43, Darul Fikr, 1404 A.H., 1984 A.D., Tanda Rad, Birut
13. Sira-e-Ilam al-Nabula, Moustah al-Salatah Vol. 10, pp. 319, 320, i: 1406, 4 AH, 1986, Beirut.
14. History of Baghdad to Bashar (2/327)
15. Fatah al-Ri, Imam Muhajr Asqala, Darul Maar Fatah, Beirut, 1379 AH
16. Badr al-Yin, Mahmoud bin Ahmad, Amdtah al-Ri Sharh Sahih Bukhara I: A S: 5, Aadarta Al-Munir

Yah, Sun and Tabab Darhid, Damascus
17. Marqa al-Mufa Taikh Sharh Mishkawa Al-Misa Bayh, Allama Muhammad bin Abdullah: 1, p: 58, Dar al-Kitab al-Alamita, Beirut.
18. Al-Bukhari, Imam Muhammad bin Ismail, Sahih Al-Bukhari, Number 197 Dar al-Salaam for distribution, I: 1419, 2 AH, 1999, Riyadh, Saudi Arabia
19. Al-Mughni Laban Qudama (1/55)
20. Sahih Bukhari, Number 501
21. Al-Bukhari, al-Ja'a with al-Saheeh, H5457
22. Sahih Bukhari, No. 321
23. Sahih Bukhari, No. 297
24. Sahih Al-Bukhari, No. 171
25. Sahih Bukhari, Number 540
26. Sahih Bukhari, Number 542
27. Sahih Al-Bukhari, Number 814